

بیان کرنے کا انداز کہاں سے لاؤں؟ بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ یہ نہایت بُری بلا ہے۔ بس یہ سمجھ لیجیے کہ ایک ایک لمحہ جانکشی میں گزر رہا تھا۔ ہر سالس میں موت کی کیفیت مجھ پر گزرتی تھی۔ مرنے سے میں نہیں ڈرتا تھا، بشرطیکہ ایک ہی بار موت آتی اور میں ختم ہو جاتا، لیکن میرا ایک ایک لمحہ موت کے مُنہ میں گزرتا رہا۔ نہ مخلصی کی کوئی صورت تھی، نہ موت کی تکلیفوں میں کوئی کمی نظر آتی تھی۔ ایک بار مر جانا بُرا نہ تھا، مگر شبِ غم نے تو مجھے ایسی حالت میں مبتلا کر رکھا تھا، گویا ہر آن موت کی تمام تکلیفیں مجھ پر طاری ہو رہی تھیں، لیکن جان نہیں نکلتی تھی۔ جان نکل جاتی تو یہ لمحہ بہ لمحہ مرنے کی تکلیفیں سہنے سے رہا ہٹی پاتا۔

دیکھیے، شاعر کا کمال کہ شبِ غم کے متعلق حقیقت کچھ نہیں کہا، مگر جو کچھ کہا جاسکتا تھا، وہ کہہ گیا۔ لفظوں میں ایسی تصویر کھینچ دی کہ کوئی بھی پہلو چھپا نہ رہا۔ پھر یہ کہ ایک بار موت آ جاتی تو مجھے اس کے لیے تیار ہونے میں کیا مضائقہ تھا۔ اس میں شبِ غم کی پوری کیفیت سامنے آ گئی۔

۹۔ شرح :- مرنے کے بعد ہماری جو رسوائی ہوئی، اس سے کہیں بہتر تھا کہ دریا یا سمندر میں ڈوب جاتے تاکہ نہ جنازہ اٹھانے کی نوبت آتی اور نہ کہیں دفن ہوتے۔

ظاہر ہے کہ رسوائی کا نقشہ شاعر نے دوسرے مصرع میں پیش کیا ہے، یعنی جنازہ اٹھا تو کوئی ساتھ نہ تھا اور بیکسی کے سوا کسی کی رفاقت حاصل نہ تھی۔ تربت بنی تو اس پر کوئی جھلانے والا یا اس کی دیکھ بھال کرنے والا نہ تھا۔ اس رسوائی سے محفوظ رہنے کا صرف ایک پہلو شاعر کو نظر آیا اور وہ یہ کہ ڈوب کر مر جاتا۔

مرزا نے مرنے کے بعد بیکسی کی ایک تصویر اور بھی کھینچی، جو اس سے کم حسرت ناک نہیں اور اس تصویر کی طرح وہ بھی خیالی و قیاسی نہیں، بلکہ عین حقیقت پر مبنی ہے، یعنی :

مارا دیا بغیر میں مجھ کو وطن سے دور رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم